زہرا نگاہ کی شاعری میں نسائی اظہار کی جہتیں

بشیر احمد*

ڈاکٹر نجیب جمال**

Abstract:

Zohra Nigah is one of the preliminary poetess who expressed the feminist approach in her poetry. "SHAM KA PEHLA TARA","WARAQ" and "FIRAQ" are anthologies of her poetry.She is infact well known because of her feministic approch .She pointed out the social exploitation which every woman faces every day from down to dusk.In her poetry,we can see such an eastern woman alive.Zohra wants to gain that status for woman which is captured by patriarchal system.

زہرا نگاہ پاکستان کی ان ابتدائی اُردو شاعرات میں سے ایک ہیں جنھوں نے تانیثیت کو اس وقت اپنی شاعری کا موضوع بنایا جب ادبی اور سماجی فضا اتنی ساز گار نہ تھی۔ زہرا نے مشکل حالات کے باوجود اپنے نسائی شعور پر مرد اساس اقدار کا پردہ نہیں پڑنے دیا۔ ''شام کا پہلا تارہ'' ، ''ورق'' اور ''فراق'' جیسے شعری مجموعوں کی خالق زہرا نگاہ کی شاعری میں خواتین کے احساسات اور نسائی مسائل کی بھر پور ترجمانی ملتی ہے۔ ان کے نسائی طرزِ احساس میں توازن، تہذیب اور دھیما پن جھلکتا ہے۔ زہرا کی شاعری میں تانیثی فکر کا دائرہ ازدواجی زندگی اور بنیادی رشتوں کے گرد گھومتا ہے۔ سماجی قدریں انھیں اس بات کا شدید احساس دلاتی ہیں کہ عورت اس سماجی نظام اور خاندان کی بقا

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو و اقبالیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

** صدر شعبہ اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

کے لیے اپنی ذات کو فنا کر دیتی ہے لیکن بدلے میں اسے تمام رشتوں کی طرف سے بے حسی اور خود غرضی کے تحفے ملتے ہیں۔ان حالات میں زہرا کی شاعری میں ایک ایسا احساسِ زیاں جنم لیتا ہے جس سے تمام اقدار و روایات کی کم مائیگی اور درونی شکست وریخت غالب نظر آتی ہے۔

بھرا گھر میرا اِک خالی مکاں ہے — کہیں کچھ ہے تو احساسِ زیاں ہے (۱)

زہرا کے تانیثی شعور میں تہذیبی و ثقافتی شعور باہم مدغم ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تمام تر عدم طمانیت اور احتجاج کے باوجود اپنے سماج اور سماج کے تشکیل کردہ تانوں بانوں سے فرار حاصل نہیں کرسکتیں۔ڈاکٹر رشید امجد لکھتے ہیں:

> ''زہرا نگاہ اوّلین شاعرات میں سے ہیں جن کے یہاں خالص عورت کا طرزِ احساس اُبھرا ہے۔انہوں نے اپنے نسائی طرزِ احساس اور طرزِ فکر سے اپنی انفرادیت کی راہ نکالی ہے......زہرا نگاہ اپنی شاعری میں گھر کی بنیادوں میں وفا کے رشتوں کی تہذیب کرتی اور رفاقتوں کو نئے معنی پہناتی ہیں۔رفاقتوں اور محبتوں کے اس سفر میں زہرا نگاہ کے یہاں روایتی عورت کے جتنے روپ نظر آتے ہیں ان میں ذاتی زندگی کے تلخ وشیریں لمحوں کی آمیزش کے ساتھ ساتھ اس عورت کے وجود کا احساس بھی اُجاگر ہوتا ہے جو اس استحصالی معاشرے کی کڑی دھوپ تاپتے تاپتے کندن بن چکی ہے۔'' (۲)

زہرا نگاہ کی تانیثی شاعری اس احساسِ زیاں پر قائم ہے جس میں عورت کا ترکہ محرومیاں ٹھہرتی ہیں۔وہ رشتوں کی ہر سطح پر پدری نظام کو سہارا دیتی اور سمجھوتے کرتی نظر آتی ہے۔ان تمام تر سمجھوتوں کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ کسک کا موسم اس کے دل آنگن میں جا کر کہیں ٹھہر سا گیا ہے۔وہ ازدواجی رشتہ جس کی بنیاد محبت والفت پر ہونی چاہیے وہ انہیں سمجھوتوں کی ایسی چادر میں لپٹا ہوا محسوس ہوتا ہے جس پر بے حسی کے دھبے صاف نظر آتے ہیں۔رشتوں میں موجود بے حسی اور برفیلے لہجوں کا دکھ موت سے زیادہ ہوتا ہے۔زہرا کی شاعری میں موجود عورت اس دکھ کا بوجھ اُٹھائے زندگی گزارتی نظر آتی ہے۔زہرا نگاہ کو اس بات کا شدید دکھ ہے کہ جذبوں کی شدت تادیر قائم نہیں رہتی۔کچھ عرصے کی رفاقت اور ازدواجی تعلق کے بعد محبت کرنے والی دو روحوں کے بجائے جذبوں سے خالی دو جسم رہ جاتے ہیں۔جذبوں سے عاری رشتے اور عمرِ رفتہ کے ساتھ جنم لینے والا احساسِ زیاں ایک ایسی تھکن کو جنم دیتا ہے جس کا مداوا کوئی نہیں کرسکتا۔

آگے بڑھوں تو کوئی مرا منتظر نہیں
پیچھے مڑوں تو کوئی شناسا نہیں مرا (۳)

زہرا کی شاعری میں تھکن کا یہ احساس مختلف رشتوں کی نظر میں اپنے وجود اور جذبوں کی بے وقعتی سے جنم لیتا ہے۔وہ اپنے رشتوں کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کے لیے اپنی ذات اور احساسات پر مٹی ڈالتی رہتی ہے اور بالآخر

یہی مٹی اس کی قبر بن جاتی ہے۔سارے رشتے زندگی کی روانی اور ہما ہمی میں اُسے نظر انداز کر کے کہیں کھو جاتے ہیں اور وہ رشتوں کی بھیڑ میں تنہا ہو کر رہ جاتی ہے۔عورت کو اپنی ساری تپسیا اور عمر بھر کی کارگزاری ایک لاحاصل سرمایہ دکھائی دیتی ہے۔زہرا کی نظم ''زہرا نے بہت دن سے کچھ بھی نہیں لکھا'' مشرقی خواتین کا اجتماعی نوحہ ہے جس میں عورت کے المیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

گھر بار سمجھتی تھی ، قلعہ ہے حفاظت کا
دیکھا کہ گرہستی بھی مٹی کا کھلونا ہے
مٹی ہو کہ پتھر ہو ، ہیرا ہو کہ موتی ہو
گھر بار کے مالک کا گھر بار پہ قبضہ ہے
احساسِ حکومت کے اظہار کا کیا کہنا!
انعام ہے مذہب کا ، جو ہاتھ میں کوڑا ہے
زہرا نے بہت دن سے کچھ بھی نہیں لکھا ہے (۴)

زہرا کے کلام میں موجود عورت بڑی باشعور ہے۔رشتوں میں موجود عدم توازن کا احساس اسے بہت تکلیف دیتا ہے۔وہ سماجی رشتوں سے خائف ضرور ہے لیکن وہ انہیں توڑنا نہیں چاہتی اور نہ ہی توڑ سکتی ہے۔وہ صرف اور صرف ان رشتوں میں توازن کی خواہاں ہے۔عورت کی ذہنی، جسمانی اور جذباتی پرداخت کے لیے مردوں کی طرح یکساں ماحول اس کا خواب ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

''عورت کو رشتوں کے نام پر جو غیر مرئی زنجیریں پہنچائی جاتی ہیں وہ اتنی قدیم ہیں کہ اب ہمارے اجتماعی شعور میں جاگزیں ہو چکی ہیں لہٰذا ہم عورت کا بحیثیت فرد، تصور ہی نہیں کر سکتے، وہ بیٹی ہے، وہ بہن ہے، وہ بیوی ہے، وہ دادی ہے، وہ نانی ہے۔ہر رشتہ کے ساتھ کردار کا مخصوص سانچہ اور عمل کا بے لچک لائحہ عمل بھی ہے۔بیٹی کے لیے تابعداری ضروری ہے۔اچھی بیٹی حکم عدولی نہیں کرتی، بہن ہے تو گھر میں بھائیوں کے لیے دوسرے بلکہ تیسرے درجے کی شہری ثابت ہو، بیوی ہو تو بیک وقت باندی (ساس کے لیے) خانہ زاد (خاوند کے لیے)، دلدار (دیور کے لیے)، باورچن اور دھوبن (گھر کے لیے) بننے کی توقع رکھی جاتی ہے۔اولاد نہ ہوئی تو شادی کی نیا ڈانواڈول، اولاد ہو گئی تو قسمت کے تمام تقاضوں کا بوجھ اعصاب پر۔'' (۵)

عورت کے لیے سب سے معتبر رشتہ خاوند کا ہوتا ہے جو اس کا عمر بھر کا ساتھی اور رفیق کار ہوتا ہے جس کی خاطر وہ باقی سارے رشتوں کو چھوڑ کر خوابوں سے پروئی ایک نئی دنیا آباد کرتی ہے لیکن بہت جلد اسے اندازہ ہو جاتا

ہے کہ گم نام تعبیروں کی کھوج میں وہ اپنی آنکھوں کا سودا کر چکی ہے۔ مردانہ برتری اور فوقیت کا آسیب بہت جلد اس رشتے کو بے روح بنا دیتا ہے اور عورت کو عمر بھر کی محکومی اور دست نگری اسے تحفے میں ملتی ہے۔ زہرا نگاہ سماج سے عورت اور مرد کے درمیان احترامِ باہمی، شخصی آزادی اور عزتِ نفس کی پاس داری چاہتی ہے لیکن مرد اساس معاشرہ اسے صرف اور صرف ایک مطیع اور تابع فرمان پتی ورتا بیوی کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ نتیجتاً عورت کو اس نظام میں زندہ رہنے کے لیے یہ سب کچھ اپنانا پڑتا ہے کیوں کہ عورت سماجی رشتوں کے ہر درجے پر اقدار کی ایسی زنجیروں سے جکڑی ہوئی ہے جس سے رہائی اس کے لیے ناممکن نظر آتی ہے اور وہ مجبوراً اس صورتِ حال کو اپنا مقدر کا لکھا مان کر تسلیم کر لیتی ہے۔

عورت کے خدا دو ہیں، حقیقی و مجازی
پر اس کے لیے کوئی بھی اچھا نہیں ہوتا
دی جس نے محمدؐ کی رسالت پہ گواہی
اب اس کی گواہی کا بھروسا نہیں ہوتا (۶)

زہرا نگاہ کی شاعری میں موجود عورت زندگی اور رشتوں کے ایسے پل صراط پر چل رہی ہے جس کے دائیں بائیں گہری کھائیاں ہیں اور اس پر سنگ زنی کی بارش ہو رہی ہے اور یہ سنگ زنی کرنے والے کوئی غیر نہیں اس کے اپنے ہیں۔ ان کی نظم ''میلہ گھومنی'' ایسی ہی استعاراتی نظم ہے جس میں ان کا تانیثی شعور بہت واضح ہے۔ وہ مردانہ سماج اور بنیادی رشتوں سے کئی سوال کرتی نظر آتی ہیں۔

سج دھج کے اپنی
گرہستی کے تختے پہ
جکڑی یہ عورت
خود اپنوں کے ہاتھوں
چلائے ہوئے کتنے خنجر
بدن میں چھپائے ہوئے
گھومتی ہے
کہیں فرق ہے تو بس اتنا
کہ خنجر کی دھاریں

اس کے کمزور تن کو بچاتی نہیں ہیں
مگر سب کی نظروں میں آتی نہیں ہیں (۷)

مغربی تانیثیت کے کچھ مکاتبِ فکر انتہا پسندانہ نظریات کے حامل ہیں۔ وہ موجودہ خاندانی نظام کے خاتمے کا اعلان کرتے دکھائی دیتے ہیں حتیٰ کہ علیحدگی پسند تانیثی مفکرین مرد اور عورت کے روایتی ازدواجی رشتوں سے بھی آزادی کے طلب گار ہیں جب کہ دیگر متوازن فکر کے حامل تانیثیت پسند سماج کے بنائے ہوئے خاندانی نظام میں رہتے ہوئے عورت کی آزادی کی بات کرتے ہیں اور اس نظام کی بدولت ہونے والے استحصال سے عورت کو نجات دلانا چاہتے ہیں۔ زہرا نگاہ کا تانیثی، تہذیبی اور ثقافتی شعور سماجی نظام میں رہتے ہوئے ان استحصالی قدروں اور روایات کا خاتمہ چاہتا ہے جس سے عورت ذات کی نفی ہوتی ہے۔ ان کی شاعری میں جل کر بھسم ہو جانے یا جلا کر بھسم کر دینے کے بجائے سلگتے رہنے کا احساس ملتا ہے۔ وہ اپنے آنچل کو پرچم نہیں بنا سکیں لیکن اسے اپنی شخصیت کی ڈھال ضرور بنانا چاہتی ہیں۔ زہرا کے کلام کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کی بصیرت افروز نگاہ مرد اس معاشرے کے سارے استحصالی رویوں سے آگاہ ہے۔

خالدہ حسین زہرا نگاہ کی نسائی جہت کے بارے میں لکھتی ہیں:

> ''زہرا کے ہاں روایت اور تجربے کے اشتراک سے ایسے اشعار کی تخلیق ہوتی ہے جو فرد اور معاشرے کے ترجمان ہیں۔ اس کا امتیاز وہ نسائی حسیت ہے جس نے اس کے شعر کو منفرد دلکشی بخشی ہے۔ جذبے اور شعور و آگہی کا تال میل اس کی شاعری کا سنگ بنیاد ہے۔'' (۸)

زہرا نگاہ کی تانیثیت ایک خالص مشرقی عورت کی تانیثیت ہے۔ ان کے کلام میں استحصال کے وہ سارے روپ نظر آتے ہیں جن کا سامنا ایک مشرقی عورت کو کرنا پڑتا ہے۔ مردانہ سماج میں شرم و حیا اور جنسی وفاداری کا پہلو عورت سے جڑا ہوا ہے۔ عورت کی عفت و عصمت کو ہمیشہ شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور اس پر مختلف قسم کی پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ اُردو شاعری میں اس موضوع پر کئی نظمیں لکھی گئی ہیں۔ فہمیدہ ریاض کی نظم ''باکرہ'' (۹) اور زہرا نگاہ کی نظم ''بن باس'' (۱۰) تانیثی شعور کی بہترین مثالیں ہی نہیں سماج کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ ''بن باس'' میں سماج کے دوہرے معیار اور دوغلے پن کی نشان دہی ہوتی ہے جس میں عورت کو تو اگنی پرکشا سے گزرنا پڑتا ہے لیکن مرد کو ایسی کسی آزمائش کا سامنا نہیں کرنا پڑتا کیوں کہ وہ تو مرد ہے۔

جنسی استحصال تانیثیت کا بہت اہم موضوع ہے۔ پاکستانی سماج میں استحصال کا یہ پہلو آئے روز اخبارات میں درندہ صفت اور جانور نما انسانوں کی وحشت و بربریت کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ طوائفیت جنسی استحصال

کا بہت بڑا شعبہ ہے جس میں عورت کی مرضی کے بغیر اس کے جسم کو خریدا جاتا ہے۔ عورت اپنی مجبوریوں اور محرومیوں کی بدولت اپنا جسم بیچنے پر مجبور ہوتی ہے اور مرد اس کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جنسی تسکین حاصل کرتا ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ طوائفیت کا فروغ خود مرد اساس معاشرے کا پیدا کردہ ہے جب کہ سماج طوائف کو ہی قابلِ تحقیر سمجھتا ہے۔ زہرا نگاہ کا تانیثی شعور ایسی طوائف میں بھی ایک انسان اور ایک عورت کو دیکھتا ہے۔ بارش میں بھیگتی اور گاہکوں کی راہ تکتی طوائف انہیں اپنی بیٹی کے جیسی لگتی ہے۔

مجھ کو یوں لگا ایسے!
جیسے میری بیٹی ہو
میری ناز کی پالی
میری کوکھ جائی ہو
کھو گئی ہو میلے میں
بہہ گئی ہو ریلے میں
اور پھر اندھیرے میں
اپنے گھر کا دروازہ
خود نہ دیکھ پائی ہو!(۱۱)

زہرا نگاہ کو اس بات کا قوی احساس ہے کہ وہ ایک مشکل دور میں عورتوں کے حقوق کی ترجمانی کر رہی ہے۔ ان کے اندر اعتماد کی کوئی کمی نہیں لیکن سماج کی بنائی گئی صدیوں کی روایات کے خلاف بات کرتے ہوئے ان کے لہجے کی ہلکی اور دھیمی لے اس بات کی غمازی کر رہی ہے کہ وہ بہت محتاط رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں لیکن کچھ عرصے بعد جب انہی کے رستے پر چلتے ہوئے آنے والی نسل خود اعتمادی کا مظاہرہ کرتی ہے تو انہیں دلی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

مرے چھوڑے ہوئے اس رستے پر
کوئی مری طرح سے چل رہی ہے
مگر مجھ میں اور اس میں اِک ذرا سا فرق ہے
اور کیسا اچھا فرق ہے
مرے قدموں تلے اِک ارتعاشِ بے یقینی ہے
وہ اپنا راستہ پہچانتی ہے(۱۲)

زہرا نگاہ کی شاعری میں تانیثی فکر اور موضوعات کا دائرہ مشرقی عورت کی ازدواجی زندگی اور بنیادی رشتوں کے گرد گھومتا ہے۔انھوں نے سماج میں موجود ان بنیادی استحصالی رویوں کی نشان دہی کی ہے جن سے ہر دوسری عورت صبح شام دوچار ہوتی ہے۔انھوں نے اپنے کلام کو فلسفیانہ نکتہ طرازیوں اور موشگافیوں سے پیچیدہ نہیں بنایا۔تانیثیت میں موجود مغربی فکر کا دھارا ان کے ذہن میں موجود پس منظری محرک کی صورت میں ضرور کام کر رہا ہے لیکن وہ اچھے طریقے سے جانتی ہیں کہ ہماری عورت کے مسائل مغرب سے مختلف ہیں اس لیے انھوں نے تانیثی موضوعات میں چند بنیادی معاملات پر اپنی توجہ مرکوز رکھی ہے۔

عنبرین صلاح الدین، زہرا کی شاعری کے بارے میں لکھتی ہیں:

> Zehra Negah has potrayed in her poetry a woman who plants the seeds of love and care in the foundations of her home. we see a traditional woman in her poetry but with the knowledge and awareness of being an individual, and a woman who is being expolited by the society. (13)

زہرا نگاہ ایک خود آگاہ اور جہاں بیں شاعرہ ہیں۔انھوں نے سماجی حالات اور تقاضوں کے مطابق اپنی شاعری میں تانیثی موضوعات کو فنی نزاکتوں کے ساتھ برتا ہے۔ان کی شاعری میں ایک ایسی مشرقی عورت جیتی جاگتی اور چلتی، پھرتی نظر آتی ہے جسے اپنے وجود اور ذات کا کامل ادراک اور وہ سماج سے اپنے بنیادی حقوق طلب کر رہی ہے۔ وہ سماج کے تمام استحصالی رویوں سے آگاہ ہے لیکن وہ کسی بھی تحریک اور بغاوت کے حق میں نہیں ہے۔(۱۴)وہ اس سماجی نظام میں رہتے ہوئے عورت کو وہ مقام دلانا چاہتی ہے جسے پدرسری اقدار نے مصلوب کر لیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ زہرا نگاہ، ''ورق''، اساطیر پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۴۲
۲۔ رشید امجد، زہرا نگاہ، مشمولہ ''پاکستانی ادبیات میں خواتین کا کردار''، مرتبہ: ایم سلطانہ بخش، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۱۰۲
۳۔ زہرا نگاہ، ''فراق''، شہزاد، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۸
۴۔ زہرا نگاہ، ''ورق''، ص ۱۸
۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ''پاکستانی شاعرات تخلیقی خدوخال''، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۵۰۔۵۱
۶۔ زہرا نگاہ، ''ورق''، ص ۱۰۰
۷۔ زہرا نگاہ، ''ورق''، ص ۵۵
۸۔ خالدہ حسین، شبنم شکیل، (مرتبین) ''خواتین کی اُردو شاعری میں عورتوں کے مسائل کی تصویر کشی''، وزارتِ ترقی خواتین حکومت پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، ص ۸۷
۹۔ فہمیدہ ریاض کی نظم 'باکرہ' اُن کے شعری مجموعہ ''بدن دریدہ'' میں شامل ہے۔ اِس نظم میں ایسی مردانہ سوچ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جس میں عورت کو ہر سطح پر اپنی صفائی اور پاکیزگی کا ثبوت دینے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔
۱۰۔ زہرا نگاہ کی نظم 'بن باس' اُن کے شعری مجموعہ ''شام کا پہلا تارا'' میں شامل ہے۔ اِس نظم میں ہندی اساطیر کی اہم داستان 'رام اور سیتا' کو موضوع بنا کر عورت کے سماجی اور جذباتی استحصال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔
۱۱۔ زہرا نگاہ، ''شام کا پہلا تارا''، گولڈن بلاک ورکس، کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۱۱۳
۱۲۔ زہرا نگاہ، ''ورق''، ص ۴۶
13. Ambreen Slah-ud-din,"Feminism in modern Urdu Poetesses",West Pakistan Urdu Acadmi, Lahore,2005.p 82
۱۴۔ تانیثیت پسندوں کے بعض مغربی مکتبِ فکر انتہا پسندانہ سوچ کے حامل ہیں۔ اِن میں ریڈیکل فیمینسٹ اور علیحدگی پسند تانیثی مفکرین قابل ذکر ہیں۔
یہ نظریہ ساز معاشرتی نظام کی اساسی اقدار کو بدل کر نئی اقدار وضع کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ اِن کے خیال میں مروّجہ نظام کے اندر رہتے ہوئے خواتین کے استحصال کا خاتمہ ممکن نہیں۔ علیحدگی پسند تانیثی مفکرین تانیثی تحریک میں مردوں کے ہمہ قسم کے کردار کی مخالف ہیں۔ حتیٰ کہ یہ مردوں اور عورت کے روایتی جنسی تعلق اور خاندانی نظام کی بھی نفی کرتی ہیں۔

❀❀❀